



# تاریخ الاولیٰ الشریعہ



بسم الله الرحمن الرحيم

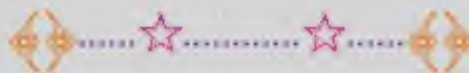
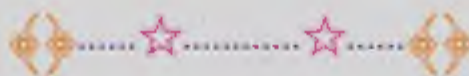
(الصلوة والسلام على من لا نبي بعده ﷺ)

# ۱۲ ربیع الاول کی حقیقت

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على امام الانبياء والمرسلين

وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين

**اما بعد** ہمارے دور میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو جیسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوش چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے لہذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی قاعدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۳ سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوش چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک و شبہ پیدا ہوگا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت و محبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس پے بھر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش و جنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے **ایں خیال است و محال است** جنوں۔

## وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

## مقدمہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عظیم الشان عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ آغا ز بہار تھا کہ شکر نے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوا میں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی مگر عظیم الشان و ایک ویران جگہ اس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔ عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوٰۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر صبح کے وقت جو حضور کی ولادت باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نئی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اویسی غفرلہ اہل انصاف سے گزارش کرتا ہے کہ ایسے منہ سونے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب شیعوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ہذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔

(انشاء اللہ)

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کیلئے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شہدہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المؤمنین تصویر حزن و ملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے دشمنوں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مرتبہ نقشے سے اس دعویٰ کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشے بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال یکم یا دس تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مسنون کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رو دیا تھا۔

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رو دیا ہے۔

حين لعن و حين ابط و حين ولد رسول الله ﷺ و حين نزلت فاتحة الكتاب۔

اب۔ جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اظہار مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا

(۱) قال يعقوب بن سفيان عن يحيى بن بكير عن الليث انه قال توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين ليلة خلت من ربيع الاول۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳۵۱ جلد ۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲) علامہ محمد بن سعد۔۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہارشنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳) امام ابوالقاسم سبکی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہو سکتا۔ ۱۰ھ کاج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم قمیس (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام



مہینے میں دنوں کے ہوں یا تمام مہینے آنتیس دنوں کے یا بعض آنتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو بھر کا دن نہیں آتا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۳۰ جلد ۲)

(۴) نواب صدیق حسن خاں نے لکھا قوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن آجہ الْیَوْمَ اُكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔۔۔ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۳) ﴿ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔﴾ نازل ہوئی۔ (شامہ غیریہ ص ۸۰)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی۔۔۔ اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (۶) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ (نشر الطیب ص ۲۳۱)

(۶) ابوالکلام آزاد۔۔۔ اپنے مقالات کا مجموعہ ”رسول رحمت“ جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سبکی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) ذی الحجہ محرم اور صفر تینوں کو تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

(۲) ذی الحجہ محرم اور صفر تینوں مہینوں کو آنتیس دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

### ممكن الوقوع صورتوں کا نقشہ

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱ ذی الحجہ ۳۰ محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵	
۲ ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۳ ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۴ ذی الحجہ ۳۰ محرم و صفر ۲۹	۷	۱۳	۲۱	
۵ ذی الحجہ ۳۰ محرم و صفر ۲۹	۷	۱۳	۲۱	
۶ ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق حریدیوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم قوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ جمعہ تھا اور یکم ربیع

الاول ۱۱ھ کو لازماً روشنہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دو شنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء لگتی ہے (رسول رحمت ص ۲۵۴)

### نوٹ :

اسکے علاوہ بیسار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہل انصاف کیلئے اتنا کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

### سوگ یا سرور :

جسکا کوئی عزیز مر جائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت و سرور ہوتا ہے ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آتی ہے فقط آتی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

### سوال :

اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

### جواب :

نعت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلت اطہر دونوں رحمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

حیاتی خیر الکم و موتی خیر لکم (شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۹)

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئی فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیٹا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے

ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو خشک عطا فرماتا ہے۔

اِذَا ارَادَ اللّٰهُ رَحْمَةً بِأَمَةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهَا لَهَا فِرَاطًا وَسَلَفًا وَإِذَا ارَادَهُ هَلَكَةً أَمَةً عَذَّبَهَا وَنَبِيَّهَا حَتَّىٰ لَاهَلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَأَقْرَعَ عَيْنِيهِ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ (مسلم)

**فائدہ:**

مذکورہ حدیث میں لفظ ”فرط“ کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط هو الذي يتقدم الوارد بهن لهن ما يحنن جون إليه عند نزولها في متاز لهن ثم استعمال لشفيع لهن خلفه (مرقات)

”فرط“ کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

**فائدہ:**

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پاگئی کہ امت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نصیبِ عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقيقة عند الولادة فهو اظهار شكر و فرح بالمولود ولم يامر عند الموت بلذبح ولا بغيره بل نهى عن النياحة و اظهار الجزع فدللت قواعد الشريعة على انه يحسن في هذا الشهر اظهار الفرح بولادته عليه السلام دون اظهار الحزن فيه بوفاته

(حسن المقصد في عمل المولد الحاوی للفتاویٰ)

شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔



اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کا کوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر و وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جائزہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔

(تاریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضان نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت ملا علی قاری نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

**لیس هناك موت ولا موت بل الانتقال من حال الى حال (مرقات)**

کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

## ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹

یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ مسلمانان عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آ رہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت بزرگ و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو چھازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایام حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیان مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا ان کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں ان سے نفوس سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بیشار ملتی ہیں۔ لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔ انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا قسطنطنیہ کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔



## جمہور کی آواز:

دین و دنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابل قبول ہے کہ بات و عی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر و غیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرتے جسمیں مختلفہ فیصلہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت کریمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاول ۵ ربیع الاول ۱۰ ربیع الاول تمام اقوال ناقابل قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلاف تحقیق یا موقوف ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا **عفان**، **عن سعید بن میناء، عن جابر وابن عباس انهما قالوا ولد رسول الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول۔**

”عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

### فائدہ:

اس حدیث کے راوی ابو بکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظ حدیث تھے۔

ابو ذر عذرازی التؤنی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔ ”میں نے ابو بکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا“ محدث ابن حبان فرماتے ہیں:

ابو بکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قرہی رشتہ ہونے کی

وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یاسن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوئی۔

حضرت ابن عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْهِ وَاَنْشُرْ عَنْهُ "اے اللہ! اُن کو برکت عطا فرما اور اُن سے نورِ علم پھیلانا۔"

## (۲) محمد بن اسحاق کا قول:

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے "مغازی" تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی "المبتداء" "المبحث" اور "المغازی" پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں: **وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْاَلْبَنِينَ لَاسْتَمَى عَشْرَةَ لَيْلَةً عِلَّتْ**

**مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ، عَامَ الْفِيلِ (سیرت ابن ہشام)**

"آنحضرت ﷺ پیدائش کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔"

## فائدہ:

ابن اسحاق امام ڈہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ) میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر ثار احمد قاروقی جرمن مستشرق جوزف ہوروش JOSEPH HORO کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے۔"

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اردو ترجمہ ڈاکٹر الٹی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A. GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے

میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwa ,in  
the year of the Elephant

”توفیر خدا عام اقل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

### (۲) ابن ہشام کا قول:

حضرت ابو محمد عبد المالك بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ”سیرت ابن ہشام“ میں لکھا ہے۔ ”رسول خدا پیر کے دن  
بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب لیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔“

”سیرت ابن ہشام“ ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس  
کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور  
کسی نے تخریج و تصحیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

### (۳) ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر کا قول:

حافظی والدین ابوالفداء اسمعیل ابن کثیر القرشی المدمشقی المتوفی ۷۷۷ھ ”السیرۃ النبویۃ“ میں رقمطراز ہیں۔

”ورواه ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن جبلة عن جابر وابن عباس ابیہما قالوا ولد  
رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول وهذا هو المشہور عند  
الجمهور۔“

علامہ ابن کثیر جیسے جہد عالم محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔  
نوٹ: مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

### (۵) علاء ابن جوزی کا قول:

ابوالفرج عبدالرحمن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی الکبری الحسینی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے ”لوحا“ میں لکھا  
ہے۔ ”آپ کی ولادت سوموار کے دن عام اقل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی  
دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارہویں رات کو ولادت ہوئی۔“ علاء ابن  
جوزی نے حضور ﷺ کے حالات پر ایک کتاب ”ملقیح فہوم الانبر“ بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے



۱۹۶۹ء میں مفید خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے ہجری کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تاریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابن جوزی نے ”مولد السبی“ کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبد الحلیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۳۳ء میں لکھنؤ سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

”تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے۔“

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعطاء بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اعزازات میں سوکتا میں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ ۸، ۱۰ اور ۱۱ ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(۶) شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی  
شراح بخاری نے لکھا ہے

”وكان مولده ليلة الاثنين لاثنتي عشرة ليلة حلت من شهر ربيع الاول“۔

”آپ ﷺ کی ولادت ہجری کے دن جب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں“  
(۷) فاضل درقانی فرماتے ہیں

”الشهور اربعہ <sup>میں</sup> ولدت يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المعاذی“  
(شرح مواہب)

”مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ ہجری کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے۔“  
(۸) احمد موسیٰ البکری

احمد موسیٰ البکری کی کتاب ”التاریخ العزلی القديم والسيرة النبوية“

سعودی عرب کی وزارت المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

”ولد رسول الكريم محمد ﷺ في مكة المكرمة في فجر يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الاول الموافق تيسان (اپریل)“

”م و تعرف سنة مولده بعام الفيل“

”رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال فجر کے دن ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۲۰ اپریل ۵۷۰ کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔“

### (۹) ابراہیم الابیاری:

”مذهب السيرة النبوية“ میں رقمطراز ہیں

”ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول، عام الفيل“  
”رسول اللہ ﷺ فجر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“

(۱۰) ابن سید الناس نے ”غیوۃ الاثر“ میں لکھا ہے۔

”ولد سيدنا و نبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول عام الفيل“۔

ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ فجر کے دن جب ۱۲ ربیع الاول کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۱۱) امام محمد غزالی نے ”فہمہ السیرۃ“ میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

”سنة ثمانی عشر من ربيع الاول ق۔هـ“

”یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاول ۵۳ قبل ہجرت۔“

(۱۲) ڈاکٹر محمد عبدہ یحییٰ نے اپنی کتاب ”عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ مُحَبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ (اپنی

اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلیٰ

سعودی عرب کے ذریعہ اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے حعلق لکھتے ہیں۔

”يقول ابن اسحاق شيوخ كتاب السيرة (ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة من

ربيع الاول عام الفيل)۔“

”ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاول کی بارہویں شب

کو پیر کے دن تو دفن فرمایا۔

(۱۳) ذاکر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں

”واما ولادته ﷺ فقد كانت في عام الفيل، أي العام الذي حاول فيه ابرهة الاشمر غزو مكة وهم الكعبة فرده الله عن ذلك بالاية الباهرة التي وصفها القرآن، كانت على الارجح يوم الاثنين عشرة

ليلة خلت من شهر ربيع الاول“

”جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشمر نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبہ کو گرا دے۔ لیکن خداوند عالم نے مکمل نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربيع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔“

(۱۴) ابوالحسن علی الحسینی اندودی نے ”قصص النبیین کی جدید منجم موسوم بہ“ سیرۃ خاتم النبیین میں لکھا ہے۔

”وولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين اليوم الثامن عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل“۔

”رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربيع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

(۱۵) محدث جمیل سید جمال حسینی نے ۸۸ھ میں روضة احباب لکھی۔ انہوں نے وادعت سرکار ﷺ کے متعلق لکھا

”مشہور قوس یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربيع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربيع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربيع الاول کا پہلا دو شنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دو شنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نو شیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے۔“

(۱۶) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے تلمیذ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ”محضر سیرت لرسول“ میں لکھتے ہیں۔

”وولد عليه السلام يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاول، اختاره وقيل لعشرمه، وقيل لاثنتي



### عسرة خلعت منه

”حضور ﷺ کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔“

(۱۷) عظیم مؤرخ ابن عسکون متوفی ۸۰۸ھ نے ’سیرت الانبياء‘ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دو شنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۰ھ کو ہوئی۔

### نوٹ:

مخالفین ہمیشہ عوام کو اکسارتے رہے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اول کے تحت جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۱۸) طبری نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹) طبری نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ اللعالمین ﷺ روز دو شنبہ وازدھم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(۲۰) مودودی سید محمد اکسی ایڈیٹر ’البعث الاسلامی‘ نے ”سی رحمت“ میں ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱) امام یوسف بن اسحاق بیہقی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پھر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔ علامہ بیہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راجح العقیدہ مسلمان اور عارف رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے معاصر تھے۔ ان کی ایک کتاب پر زور و تقریر بھی لکھی تھی۔

(۲۲) مشہور عالم دین شیخ مصطفیٰ الدیوبی (متوفی ۱۹۳۳ء) پروفیسر کبیر اسلامہ بیروت اپنی تالیف ”تاریخ الحجاز فی سیرۃ المختار“ میں رقمطراز ہیں۔

”ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عالم ہادی آپ ﷺ کے وجود مسعودے مشرف ہوا۔

نوٹ: علامہ مصطفیٰ الدیوبی جماعت اسلامی کے مروجین میں سے تھے۔ ان کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر ”غیش لفظ“ ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر مودودی کو بارہ ربیع الاول کے دن حضور اکرم ﷺ کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریر میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن

مسودہ نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سرکار ہر عالم ﷺ کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیرت کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳) ڈاکٹر محمد حسین ریکل نے 'حیات محمد' میں تحریر کیا ہے۔

"والجمہور علی ما ولد فی الثانی عشر من شہر ربیع الاول۔"

"اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔"

(۲۴) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فوادقاہرہ اپنی عربی تصنیف 'محمد رسول اللہ' میں رقمطراز ہیں۔

"تاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہل مکہ کا معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب نعل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نو شیر داں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔

**نوٹ:** شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵) مصر کے شہر آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرۃ اپنی تالیف "حیاتہ المسیین" میں لکھتے ہیں۔

"والجمہورۃ المعظی من علماء الروایۃ علی ان مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ربیع الاول من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر منہ۔"

(۲۶) علامہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷) انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فوادخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان 'رسول اکرم ورسائی معاشرۃ' میں تحریر فرماتے ہیں۔

”۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

### (۲۸) جنوبی افریقہ کے عالم کا قول:

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر

۱۹۴۳ء کے شمارے میں ایم ایم عمر جیلو اپنے مضمون بعنوان ”تس مہینے

(The Three Eids) میں رقمطراز ہیں۔

The 12th of lunar month of Rabi' ul Awwa is Commonly taken to be the date of the birth of Prophet

قرنی سال کے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ (رسول نمبر ص ۶۳۹)

### برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاول نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجملہ لکھی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تسودد المحروں ترحمہ بود العیون ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ ولادت آنحضرت ﷺ روز دوشنبہ مستحق شہادہ شہر ربیع الاول از سالے کہ واقعہ میل در ایں بود۔ بعض مکتبہ اند بتاریخ دوم بعض مکتبہ اند بتاریخ سوم بعض مکتبہ اند بتاریخ دوازدهم۔“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع عمری لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۳ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے ”سید المرسلین“ کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیا ننداری کا دامن نہ تمام کئے اور ترجمہ یوں کیا ”آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی کو تاریخ تھی، واقعہ میل بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ”سیرت الرسول“ کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔ ”جس سال واقعہ میل پیش آیا، اسی سال ۱۰ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے۔“



## راز فاش:

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی غلطی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔ دار الشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا غلطی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے ہائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہود یا نہ سازش ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب **التحقیق الجلی فی مملکت شاہ ولی**۔

(۳۰) ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کا کوروی کی کتاب **"تاریخ حبیب اللہ"** کے متعلق لکھتے ہیں۔

اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے علامہ حمایت احمد کا کوروی ایک جید عالم تھے انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ **"موقع غیبی"** لکھی اور **"مکھڑے حساب"** بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ و روایت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے ہجرت کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انیس قدامہ کے موقف پر شک ہوتا تو علامہ کا کوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ کا کوروی نے شوال المعزم ۱۳۰۵ھ کو حلیہ احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱) سر سید احمد خان بانی علیگزہ یونیورسٹی اپنی کتاب **"سیرت محمدی"** میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ۱۱ھ کی چڑھائی سے چھپن روز بعد پیدا ہوئے۔"

"خطبات احمد علی حرب والیہ قاعدہ" کے انگریزی ترجمہ Life of Muhammad

Birth and Childhood of Muhammad

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے۔

Oriental historians are for the most part of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi' 1, in the first year of Elephant, or fifty five days after the attack of Abrahah

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابراہیم کی چڑھائی سے چھپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲) مولانا مفتی محمد شفیع کی ”سیرت خاتم النبیین“ بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویڈیو میرے نام کر دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور محروموں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ مولوی عزیز الرحمن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے۔ مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایمان و محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حقائق و قانع کو جمع کر دیا ہے۔ حسین احمد مدنی نے لکھا ”میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم النبیین) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پا کر نصاب میں داخل کر چکا ہوں۔“ مولوی انور شاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تقاریر بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ ”سیرت خاتم النبیین“ میں ہے۔

”اگرچہ جب سال اصحاب قبل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماوربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرمان دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامہ اور محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔“

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

”اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماوربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں۔۔۔۔۔ مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن المیزان نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا کی مصری نے جولائی تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالبے ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔“

## دیوبندی گروہ سے فقیر اویسی کا سوال:

یہ تہہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کی راجتی فرما رہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود قلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کر

رہے ہیں۔ جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کوتھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔ اب سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شیلی کی کشتی پر جس پر نہ چری ہونے کا الزام بھی ہے یہ محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

**نوٹ:** فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو بزار اور حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

### ناظرین:

خدا را انصاف فرمائیے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور احمد مجتہدین اور علمائے محدثین و مفسرین اور فقہاء و مؤرخین ہیں ایک طرف تہ چند غیر معروف نجوی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔  
محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کی کتبے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمن سیوہاری نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیبت دان اور مخم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ”نتائج الافہام“ کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب حج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ تابعین اور دیگر قدما کی روایات کو ٹھٹھانے کے لئے اپنی پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اس کی نفی



کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اسے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کھنڈیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، بوطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قائل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعیات و علوم فلکیات کی رصد گاہ اور رائل گریں وچ آیزروٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

### فلکی کا سہارا بے کار:

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا یا وہ بھی لفظ۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سن اجمری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم النہیس ۲۰ جمادی الاول ۱۷ (۱۲ جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اشب نہوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

صاحب ”فتح الباری“ نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

”بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔“

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ (پارہ ۱۰، سورۃ نساء، آیت ۷۳)

**ترجمہ:** ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر کفر میں بڑھانا۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا دیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق

سال کے تیرہ چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسئ کی گئی۔ مولوی اسحق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ”سیرت نبوی کی توقیت“ میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ هنوز تشنہ ہے کہ سالہ ہجری سے سالہ ہجری تک نسئ کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اور اسی تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ نکلنے کی جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کن سالوں میں نسئ کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔ قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلوم شد تو تیسرا آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیاوتھ G Margoliauth لکھتے ہیں۔

It is not however possible to make pre-Islamic Calendar

”جہلی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے یہ بات واضح ہو گئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام و تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لا حاصل کی۔ انہوں نے آخر ربیع الاول کو ہجرت کا دن بتایا۔ علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زنج (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاول کو ہجرت کا دن تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ و تابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

## صحابہ اور نجومی:

فقیر نے صحابہ و تابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاول کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاول۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے ”نخست“ کے پچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے

کی وجہ سے ابن عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اصحابی کما لتجویم بائہم اقد یتم  
راہتہ یتم“ (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی جڑوں کی جڑوں کے ہاتھ پاؤں کے)  
قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۰)

**ترجمہ:** اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک مخم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔  
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”اولئک اصحاب محمد ﷺ کا نوالفضل هذه  
الامۃ ابرہا قلوبہا، واعملہا علما، واولہا تکلہا اختارہم اللہ بصحبۃ نبیہ ولا قامۃ دینہ“

”رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا  
، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامت دین کے لئے پناہ دیا۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی  
۱۲ ربیع الاول یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے:  
”ہجرت کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔“  
اس حدیث پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا سٹوٹیکٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی  
ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

## اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل:

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۵۰ میں مشہور ہے اس سے علماء کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاول کا استدلال کیا ہے چنانچہ  
ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج میں لکھتے ہیں کہ جمہور اہل سیر و تاریخ متفق ہیں کہ  
آنحضرت ﷺ عام الفیل میں حملہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح  
ترین قول ہے۔

علامہ کبلی، حافظ ابن کثیر، مسعودی کے مطابق ”واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی“ سید امیر علی کے مطابق پچاس



سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے بچپن دن بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے علامہ  
ومیالی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

”فبین الفیل وبين مولد رسول الله ﷺ خمس وخمسون ليلة“

رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان بچپن راتیں گزری تھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر ”فتح العزیز“ میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصبے کے بچپن روز بعد ہوئی۔ ابو محمد عبدالحق  
الختانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔ جس سال یہ واقعہ گزرا ہے، اسی سال میں ایک مہینہ اور بچپن روز  
(۳۵ = ۳۰ + ۵) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ محدث طلیل سید جمال حسینی مصنف ”روضۃ الاحباب“ سرسید احمد خاں  
کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے بچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام مجہر روایات کے مطابق اگر یہ کائنات محرم میں آیا  
تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی لکھتے ہیں ”اگر یہ کہی آمدتیس  
دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے بچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول آتا ہے۔ ۱۳ - ۱۲ × ۳۰ = ۵۵ ثابت ہو گیا کہ یوم  
ولادت سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی  
تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے  
خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک  
صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع  
الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علامہ حناہ احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم  
اور علم نجوم پر گراں قدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے  
۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور شرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔  
اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الا  
ول کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحب لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد  
مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱۔ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود غرضی کے ساتھ  
تشریف لائے۔



## نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ و تبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاول کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جارہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاول پر ہے صرف ایک نبوی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمائی:

۱۔ **ابھو السواد الا عظم فانه من شد شد فی النار (امین ماجہ)**

بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائیگا۔

۲۔ **ان الله لا يجمع امتی علی ضلالة (ترمذی)**

بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دیگا۔

۳۔ **ید الله علی الجماعۃ ومن شد شد فی النار (ترمذی)**

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا۔

مسلمانو! تا ۱۲ ربیع الاول ولادت رسول ﷺ میں جملہ مسلمانان عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نبوی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

## اکیلی بکری بھیڑیے کی غذا:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دور والی کو پکڑتا ہے اسی لئے اے استیو گھائیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

## آخری گذارش:

مسلمانو سوچ کر فیصلہ فرمائیے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا کرنا رسول ﷺ کی دعوت مہی

ہوتی ہے صرف چند ٹو ٹرمنہ بسور کہ بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقت ولادت عرش تا فرش ساری مخلوق رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منا رہی تھی صرف ابلیس بچا رہا نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

## انکشاف:

شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولاد آدم سے ہی میں اپنے بھنوایتاؤں گا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو بھنوایتا یا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ و روپ سے نبوت و دشمنی پر امت مصلوفیہ میں سے اولاد آدم کو اپنے ساتھ ملا لیا ہمارے دور میں دشمنان میلاد کھڑے کر دیئے ان بچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تحریب کاری کی مثلاً ابتداً شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگرچہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الا پا کہ ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے اسی لئے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔ اہل انصاف اور اہل علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمائیے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور از صحابہ تا حال کی بات سے انکار اور ایک نبوی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ انکے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

فقط والسلام

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور

۲۶ صفر ۱۴۱۳ھ

☆.....☆.....☆

☆.....☆

☆